بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

افسوس ہے پچھلے دنوں چند گھنٹوں کے فصل سے ہندوستان کی عموماً اور دہلی کی خصوصاً دو نامور ہستیوں نے اس دنیا کو خیرآباد کہا۔ آصف علی مرحوم نے وطن سے بہت دور دیارِ غیر میں جان جانِ آفریں کو سپرد کی لیکن وطن کی خاک نے یہ کشش دکھائی کہ ان کی نعش ہوائی جہاز کے ذریعہ سوئٹزرلینڈ سے دہلی پہنچی اور شفیق الرحمٰن صاحب قدوائی اور وہ دونوں یہیں دفن ہوئے، سیاسی مسلک کے علاوہ دلی کی خاص وضعداری اور شرافت، خوش اخلاقی اور وسعتِ ظرف و عالی حوصلگی۔ کے اعتبار سے دونوں میں بہت کچھ مشابہت و مماثلت تھی۔ تاہم ہر ایک کی چند خصوصیات تھیں جن کے باعث دونوں اپنا اپنا الگ مقام رکھتے تھے۔ آصف صاحب نہایت ذہین انگریزی اور اردو دونوں زبانوں کے خوش بیان مقرر اور ادیب تھے اور اردو زبان کے خوش گو شاعر بھی تھے چنانچہ انجمن ترقی اردو ہند کے سہ ماہی رسالہ اردو کے ابتدائی دور میں ان کی بعض نظمیں شائع ہوئی تھیں، اردو طرز تحریر میں ان پر ٹیگوریت غالب تھی جس کا ثبوت ان کی کتاب پریشاں سے ملتا ہے تحریکِ آزادی کے زمانہ میں ان کا شمار صف اول کے کانگریسیوں میں رہا آزادی حاصل ہونے کے بعد وہ امریکہ میں ہندوستان کے سفیر رہے پھر اڑیسہ کے گورنر بنا دیے گئے اور اب آخر میں سوئٹزرلینڈ میں اپنے ملک کی سفارت کی خدمات انجام دے رہے تھے کہ اسی عہدہ پر داعیِ اجل کو لبیک کہا ع

حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

شفیق الرحمٰن صاحب قدوائی اگرچہ آصف علی صاحب کی طرح آل انڈیا شہرت کے مالک نہیں تھے لیکن اس میں شبہ نہیں کہ نہایت مخلص قومی کارکن تھے ملک کی تحریک آزادی کے سلسلہ میں وہ جیل